© rasailojaraid.com



حضرت العلام حافظ محمد صاحب گوندلوی مدظلہ العالی!

دوامِ حدیث

قسط ۲

# ایک اسلام

آگے لکھتے ہیں:

(۶) امتیاز رنگ و نسل:

"ایاکم وزی الاعاجم

کہ تم لوگ اہل عجم کے لباس سے بچو!"

ترجمہ غلط ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے: "عجمی وضع اختیار نہ کرو۔ (موضوع بتذکرہ)

ایک اور حدیث:

"فارسی کلام اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے، خزیر شیطانی کام ہے، بخاری دوزخیوں کی کلام ہے، جنتیوں کی کلام عربی ہے۔" (یہ حدیث بھی موضوع ہے)

آگے ساتواں سبب تحریف کا لکھتے ہیں:

(۷) ملا در مدح خود گوید!

۱۔ "جو عالم کی زیارت کرے، اس نے میری زیارت کی، جو عالم سے مصافحہ کرے، اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔" (موضوع)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



۲ - کسی عالم کی مجلس میں حاضری ہزار رکعات نماز، ہزار مریضوں کی عیادت ہزار جنازوں میں شامل ہونے سے بہتر ہے۔ (موضوع)

۳ - "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل"

"میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں" (موضوع)

۴ - "الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ"

قوم میں شیخ ایسا ہے جیسے کہ امت میں نبی! (موضوع)

۵ - "مداد العلماء افضل من دم الشھداء"

علماء کی سیاہی شہداء کے خون سے افضل ہے۔ (موضوع)

۶ - "اعتبروا عقل الرجل فی طول لحیتہ"

جتنی داڑھی لمبی ہو، اتنی ہی عقل زیادہ ہوتی ہے۔ (موضوع)

۷ - "السواک یزید الرجل فصاحۃ"

مسواک سے فصاحت بڑھتی ہے۔ (موضوع)

۸ - جن کی عقل نہیں، ان کا دین نہیں! (موضوع)

۹ - زکوٰۃ علماء کو دیا کرو! (موضوع)

۱۰ - کسی بھوکے کو کھلانا سب سے بہتر ہے، جو پیٹ بھر کر کھلائے یا پانی سے سیراب کرے، اس کے اور آگ کے مابین سات گڑھے بن جائیں گے۔ ایک ایک گڑھا پانچ سو سال کا ہوگا۔ (موضوع)

۱۱ - "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب الحلوا"

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی چیز کو پسند فرماتے تھے" (یہ حدیث صحیح ہے۔ اس میں کوئی چیز خلاف عقل، قرآن یا فطرت نہیں، لہٰذا اس کو یہاں بیان کرنا بے معنی نہیں۔

اس کے آگے بیان کیا ہے:

"قلب المؤمن حلو و یحب الحلاوۃ ومن حرمھا علی نفسہ فقد عصی اللہ ورسولہ"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"مومن کا دل میٹھا ہے اور مٹھاس کو چاہتا ہے، جو اس کو اپنے آپ پر حرام کرے، اس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی۔"

"جو شخص اپنے بھائی کو حلوے کا ایک لقمہ کھلائے گا، اللہ اسے محشر کی گرمی سے بچائیگا۔"

"شہد کو کھاؤ، خدا کی قسم جس گھر میں شہد ہوگا، اس گھر کے فرشتے، اس کیلیے استغفار کریں گے۔ اگر شہد کھائی جائے تو اس کے جسم کو آگ نہیں چھوئے گی۔"

یہ تینوں روایتیں موضوع ہیں۔ محدثین نے ان کو موضوع سمجھ کر چھوڑا، اور چھانٹ دیا ——— یہ حفاظتِ حدیث کی دلیل ہے۔

اب مرغ کے بارے میں موضوع روایت بیان کرتے ہیں:

## مرغا:

سفید مرغا میرا دوست ہے اور میرے دوست جبرائیل کا دوست ہے۔ جو شخص سفید مرغا رکھیگا، وہ شیطان اور کاہن کے شر سے محفوظ رہے گا۔"

(موضوع ہے)

## خضاب:

اس کے متعلق بھی ایک موضوع روایت لکھ کر، اس کا ذمہ دار حسبِ عادت، ملا کو ٹھہرایا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

"نفقة الدرهم في سبيل الله بسبع مائة درهم ونفقة درهم في خضاب بسبعة آلاف"

کہ "فی سبیل اللہ ایک درہم (خرچ کرنا)، سات سو درہم کے برابر ہے، اور خضاب کا ایک درہم سات ہزار درہم کے برابر ہے۔

اس کے بعد حسن پرستی کے متعلق لکھتے ہیں:

"النظر الى المرأة الحسناء يزيد في البصر"

"خوش شکل عورت کی طرف دیکھنے سے نظر بڑھ جاتی ہے۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



"نمکین چہروں اور سیاہ آنکھوں سے محبت کرو، اللہ کسی ملیح چہرے کو آگ
سے عذاب نہیں کریگا۔"

یہ دونوں حدیثیں موضوع ہیں (تذکرہ)

اس باب میں موضوع حدیثیں بیان کرنے سے تو حفاظتِ حدیث کی تائید ہوتی ہے پھر معلوم نہیں کہ مصنف کو ان کے لکھنے میں کیا مزا آتا ہے۔ شاید وہ ان حدیثوں پر مدت تک عمل درآمد کرتے رہے ہوں۔

آگے آٹھواں سبب بیان کرتے ہیں:

## ہشتم، حقائقِ حیات:

"الورد من عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم او من عرق البراق"

"گلاب کا پھول آنحضرت صلعم کے پسینہ سے یا براق کے پسینہ سے"

(موضوع - تذکرہ)

گندم کے متعلق:

"شرار امتی یاکلون الحنطۃ"

"میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو گندم کھاتے ہیں۔ (موضوع - تذکرہ)

"ہر نبی پر وحی عربی میں آتی رہی، پھر وہ ترجمہ کرکے اپنی قوم کی زبان میں ادا کرتا رہا"

جب محدثین نے ان احادیث کو چھانٹ دیا ہے تو ان کا تعلق تحریف سے نہ ہوا بلکہ حدیث کی حفاظت سے ہوا۔

## ایک سوال اور اس کا جواب:

سوال: "بعض حضرات کہتے ہیں کہ تم صحیح اور غلط کی الجھن میں کیوں پڑے ہو، جو قرآن کے مطابق ہو لے لو، جو مخالف ہو، رد کردو"

جواب: "جو مخالف ہے وہ ہر طبقہ کے ہاں مردود ہے۔ اور جو قرآن کے موافق ہے اس کی ضرورت ہی نہیں۔" (دو اسلام صفحہ ۱۵۸)

الجواب: احادیث تین قسم کی ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اول، مخالف،

دوم، وہ جو قرآن کی تفسیر اور بیان ہیں۔

سوم، وہ جو قرآن ہی کا مضمون بیان کرتی ہیں۔

دوسری قسم کی تو ضرورت ہے، جیسا کہ نماز کے بارہ میں آپ نے بھی اقرار فرمایا ہے۔ اور جو حدیث قرآن کے مضمون ہی کو بیان کرتی ہے، اگرچہ اس مسئلہ مذکور کے ثابت کرنے کے لئے اس کی ضرورت نہیں مگر بعض وقت قرآن اور حدیث کے بیان میں اطلاق و تقیید وغیرہ کا فرق ہوتا ہے جس سے بعض نکات مفید مطلب ہوتے ہیں۔

اس سے آگے جو کہا ہے "اس کا ماحصل یہ ہے کہ کسی حدیث کا قرآن کے موافق ہونا اس کی صحت کی دلیل نہیں۔ ورنہ لازم آئیگا جو حدیث قرآن کے موافق ہو، وہ صحیح ہو۔ حالانکہ بہت سی احادیث ایسی ہیں جن کا مضمون قرآن سے ملتا ہے مگر علماء نے انکو اس بنا پر موضوع قرار دیا ہے کہ یہ آنحضرت (صلعم) کی بیان کردہ نہیں۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل حدیثیں لکھی ہیں:

| | حدیث | کس نے وضعی قرار دی | حوالہ |
|---|---|---|---|
| (۱) | "الایمان تصدیق بالقلب واقرار باللسان" | ابن جوزی | تذکرہ |
| | ایمان دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کا نام ہے | | |
| | "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" | ابن راہویہ، بخاری، | تذکرہ |
| | علم کی تلاش ہر مسلمان پر فرض ہے۔ | ابوعلی نیشاپوری، بیہقی | |
| | "اطلبوا العلم ولو بالصین" | ابن عدی، ابن جوزی، | تذکرہ |
| | تلاش علم میں چین تک جاؤ | سیوطی، ابن حبان۔ | |
| | "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ" | ابن تیمیہ | تذکرہ |
| | جو اپنے آپ کو پہچان لے اس نے اپنے رب کو پہچانا | | |
| | "من سر المؤمن فقد سر اللہ" | سیوطی | تذکرہ |
| | جس نے کسی مومن کو خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا | | |

ائمہ فن کی تصانیف میں اس قسم کی بیشمار مثالیں ملتی ہیں۔ حدیث کا مضمون درست

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے، تعلیم قرآن کے عین مطابق ہے اور پھر بھی غلط! اب فرمائیے، حدیث کو جانچنے کے لئے پیمانہ کہاں سے لائیں؟" (دو اسلام صفحہ ۱۶۱)

حدیث کو جانچنے کا پیمانہ وہی ہے جو محدثین نے بیان کیا ہے اور اسی پیمانہ کے ساتھ حدیث کو پرکھا جاسکتا ہے، اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔ . . . مصنف نے یہ نہیں بتایا کہ یہ حدیثیں قرآن کی کن آیات کے مطابق ہیں، صرف دعویٰ ہی دعویٰ!

## ساتواں باب

### (مؤطا پر ایک نظر)

"امام مالک بن انس ۹۳ھ ۱۹۷ھ نے جب پہلی مرتبہ مؤطا کو مدون کیا، تو اس میں دس ہزار احادیث درج کیں، بعد میں اس پر نظر ثانی کی تو آٹھ ہزار سات سو اسی احادیث مشکوک نظر آئیں اور انہیں نکال دیا، صرف ایک ہزار سات سو بیس رہنے دیں۔ انہوں نے انتخاب احادیث کے لئے کون سا معیار استعمال کیا، ہم نہیں جانتے۔ اس میں قطعاً کوئی کلام نہیں کہ امام مالک کا کردار تمام شبہات سے ورا تر تھا اور انہوں نے صحیح کو غلط سے جدا کرنے کے لئے تمام انسانی ذرائع استعمال کئے ہوں گے۔ لیکن پونے دو سو برس کا عرصہ گذر چکا تھا، احادیث بڑھتے بڑھتے اور بگڑتے بگڑتے کیا سے کیا بن چکی تھیں، اس ذخیرہ سے قولِ رسول کو تلاش کرنا اگر ناممکن نہیں تو دشوار ضرور تھا۔

ہم مؤطا کی تعظیم ضرور کرتے ہیں، لیکن وثوق سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسکے مندرجات واقعی اقوالِ رسول ہیں اور خصوصاً ان حالات میں اس کی بعض روایات محل نظر ہیں۔ مثلاً مؤطا میں درج ہے کہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد نماز پڑھنے سے پہلے وضو ضروری ہے اور "اذا قمتم الی الصلاۃ" کی تفسیر "ای من المضاجع" یعنی النوم دی ہوئی ہے۔ لیکن صحیح بخاری (کتاب الوضوء) میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے یہ حدیث دی ہوئی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جاگے، صلوٰۃ تہجد ادا کی، "ثم اضطجع فنام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حتیٰ نفخ ثم اتاہ المنادی فقام الی الصلوٰۃ فصلٰی ولم یتوضأ"، پھر بستر پر دراز ہو گئے، پھر سو گئے یہاں تک کہ خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ اس کے بعد نماز کے لئے بلانے والا آیا، آپ اٹھ کر اس کے ساتھ چل دیئے اور وضو کے بغیر نماز پڑھ لی۔" (ردو اسلام ص ۱۶۳)

مصنف کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ مؤطا میں جو قرآن کی تفسیر نیند سے اٹھنے کے ساتھ کی گئی ہے، درست نہیں۔ کیونکہ بخاری کی روایت کے خلاف ہے۔ اور اس اعتراض پر بچند وجوہ کلام ہے:

اول یہ کہ امام مالک نے نیند سے وضو نہ ٹوٹنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت قرار دیا ہوگا۔

دوم یہ کہ امام مالک کے نزدیک بھی مطلق نیند ناقض نہیں بلکہ وہ نیند ہے جو استرخاء مفاصل کا باعث ہو۔ اور انبیاء علیہم السلام کی نیند چونکہ مستغرق نہیں ہوتی جیسا کہ حدیث میں ہے:

"تنام عینہ ولا ینام قلبہ" (بخاری)

"آپ کی نیند آنکھ بند کرنے تک ہوتی تھی، اس میں دل پر اثر نہیں ہوتا تھا۔"

سوم۔ یہ اعتراض بخاری کی حدیث کی وجہ سے ہوا نہ کہ قرآن کی کسی دوسری آیت سے!

اس کے بعد چند اور احادیث بیان کی ہیں:

۱۔ "من قبل امرأتہ او مسہا بیدہ فعلیہ الوضوء" (مؤطا ص ۳۳)

"جو اپنی بیوی کو بوسہ دے یا ہاتھ سے چھوئے تو اس پر وضو ہے۔"

لیکن اسی صفحہ پر ہے:

"عن عائشۃ ان النبی قبل بعض نسائہ ثم خرج الی الصلوٰۃ ولم یتوضأ"،

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی کا بوسہ لیا، پھر نماز کے لئے نکلے اور وضو نہ کیا۔"

حضور کا حکم وہ اور عمل یہ!" (ردو اسلام ص ۱۶۳)

مگر مصنف نے مؤطا کو اچھی طرح نہیں دیکھا، وضو ٹوٹنے کا جس میں ذکر ہے وہ رسول اللہ صلعم کا حکم نہیں بلکہ صحابی کا قول ہے۔ یہاں پہلا جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ امت کے لئے وضو کا حکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

© rasailojaraid.com